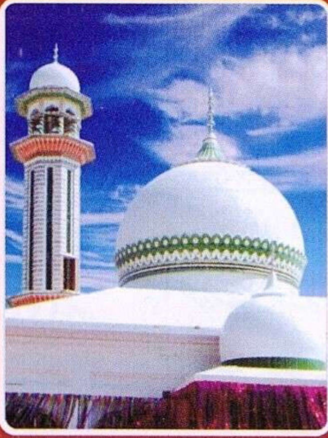
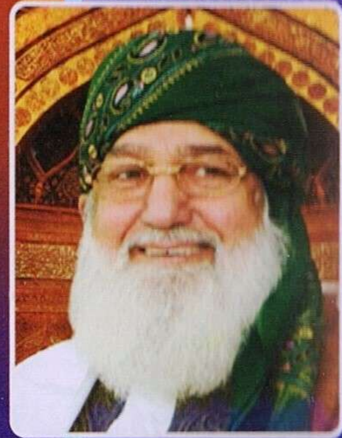
سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل



مجلہ محی الدین فیصل آباد



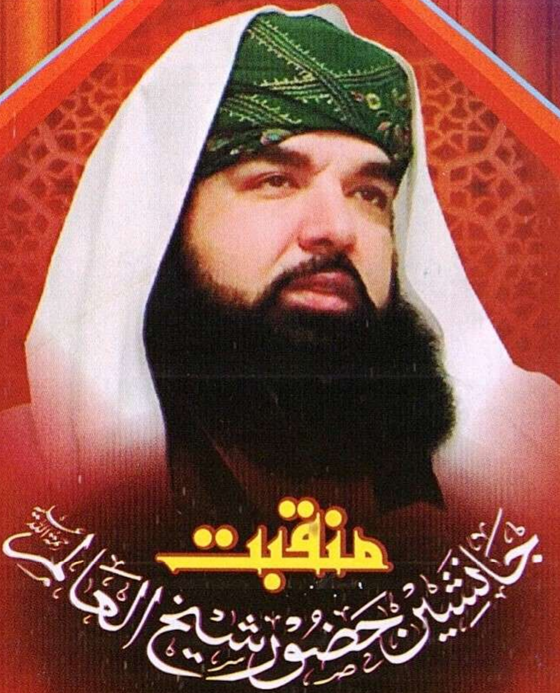
جلد نمبر 5

رمضان المبارک 1439ھ 2018ء

شمارہ نمبر 2

نیکیوں کا موسم بہار

رمضان کریم



عظیم برکتوں والا

تاریخی نسبتوں والا

ماہِ ذیشان

منقبت

جانشین حضور شیخ العالم

روئیداد

سالانہ عرس مبارک

حضور شیخ العالم

m.mohiuddin.fsd.pk@gmail.com

mujallah mohiuddin faisalabad

برائے ایصالِ ثواب

آفتابِ علم و حکمت، واقفِ رموزِ حقیقت، سرتاج الاولیاء، مُرشدِ کریم

حضرت علامہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

والدینِ کریمین حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف صاحب

والدہ ماجدہ

حافظہ اقصیٰ شہزادی ۞ جملہ اُمتِ مُسلمہ

قارئین کرام سے التماس

اوّل و آخر درود شریف

ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ 3 مرتبہ، سورۃ اخلاص پڑھ کر

تمام اُمت مرحومہ کو ایصال ثواب فرمائیں (جزاک اللہ)

یہ کتابچہ مفت حاصل کرنے اور اپنے مرحومین کے

ایصال ثواب کیلئے چھپوا کر تقسیم کرنے کیلئے رابطہ

محمد ہمایوں صدیقی 0321-7611417,0332-0404054

سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل

نقیب صبح سعادت

مجلہ محی الدین فیصل آباد

جلد نمبر 5 رمضان المبارک 1439ھ 2018ء شمارہ نمبر 2

فیضانِ صدیقی جاری رہیگا

بفیضانِ نظر حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی

زیرِ ظلِ عاطفت

آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت

حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی علیہ الرحمۃ

آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

اس شمارے میں

کمپوزنگ: محمد کاشف

ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ آفس

فاروق آرٹس

سیکنڈ فلور وکیلانوالی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز

041-2636130

0321-7611417

ناشر

صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین

سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

اداریہ

گذشتہ سے پیوستہ

سرتاج الاولیاء حضرت خواجہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریب سعید کے دوسرے روز بعد نماز فجر پنڈال اور سٹیج کی تیاری شروع ہوئی۔ غلامانِ رسول ﷺ کے قافلے جوق در جوق شریک بزم ہونے لگے۔ جانشین حضور شیخ العالم حضرت خواجہ پیر محمد نورالعارفین صدیقی صاحب نے بندۂ ناچیز راقم الحروف کو عرس مبارک کی تقریب سعید کے دوسرے دن کی پہلی نشست کے آغاز کا حکم فرمایا۔ تلاوت و نعت کے بعد ختم خواجگان پڑھا گیا۔ اسی دوران ملک و بیرون ملک سے علمائے کرام، مشائخ عظام، دیوانگانِ عشق سے پنڈال اور اسٹیج روشن ہوگیا۔

مرشد کریم کے نور نظر لختِ جگر ظاہری باطنی آب و تاب لیے، سفید چادر اوڑھے دستار فضیلت کا وہی رعب و دبدبہ، مرشد کریم کے جیسا عالم شباب، نورانی صورت، دھیمی چال سے چلتے ہوئے حضرت خواجہ پیر محمد نورالعارفین صدیقی صاحب اسٹیج کی جانب تشریف لائے۔ سارے پنڈال اور اسٹیج کے مقتدر علماء و مشائخ نے جس والہانہ انداز سے استقبال کیا کہ جیسے حضور شیخ العالم اپنے شہزادے کے روپ میں جلوہ فرما ہو رہے ہوں۔

اللہ ھو کی صداؤں سے محفل گونج اٹھی۔ جگر گوشہ حضور شیخ العالم مسند صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آخری اور مرکزی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول کریم ﷺ سے ہوا۔ جلیل القدر علماء و مشائخ نے خطابات فرمائے۔

آخری خطاب، مرشد کریم کے جانشین حضرت پیر نورالعارفین نے فرمایا، خطاب تھا کہ نور کے نوالے اور محبتوں کی سوغات، قرآن و حدیث کے فیضان کی برسات اور مثنوی کے اسرار و رموز، حضور شیخ العالم کی بصیرت و بصارت نے پوری محفل کو خوب نوازا۔

دُعا میں حاضرین کے ساتھ پوری دنیائے اسلام کے خوش بختوں نے نور ٹی وی اور کوہ نور ٹی وی کے ذریعہ اس نورانی عرس اور دعا کی بہار کو لوٹا۔ اللہ کریم نیریاں شریف کے اس شہزادہ کو ملت اسلامیہ کے لیے سایہ دار درخت بنا کر حاسدوں کے حسد سے بچا کر سلامتی عطا فرمائے اور فیضان صدیقی و مثنوی کو جاری رکھے۔ آمین

از قلم: محمد عدیل یوسف صدیقی

منقبت جانشین حضور شیخ العالم

حضرت خواجہ پیر محمد نورالعارفین صدیقی صاحب

خواجہ صدیقی کی ہے تصویر پیر نورالعارفین
دیدار تیرا صحبت تیری سب کو دیتی ہے تسکین

صاحبان عالم سن کر آپ کا درس مثنوی
تسلیم کر گئے تجھے شیخ العالم کا جانشین
خواجہ صدیقی کی ہے تصویر پیر نورالعارفین

مرشد کے مشن کا سپہ سالار اور وجہ قرار
کتنا اعلیٰ و بالا ہے تو سجادہ نشین
خواجہ صدیقی کی ہے تصویر پیر نورالعارفین

عرس حضور شیخ العالم کی اک ایک گھڑی
انداز بیاں بھی وہی ،وہی راحت و تسکین
خواجہ صدیقی کی ہے تصویر پیر نورالعارفین

مرشد کے مریدوں سے الفت کا جوڑا ہے جو رشتہ
ہر ایک پکارے ہے بنے ہو دل کے مکین

اصلاح اعمال کا ہو درس یا درس مثنوی
ہر ایک کو ملے دل و روح کی تسکین

کیا عرب و عجم یا ہو یورپ کا ماحول
مثل مرشد جاری ہے خدمت دین

جتنا بڑا ہے نام مرشد کام مرشد
اونچا رہے گا اور جاری رہے گا ہے مجھ کو یقین

دیکھا ہے سنا ہے جس نے بھی تجھے
طالب دیدار ہوا ہر کوئی اور عدیل مسکین

از: محمد عدیل یوسف صدیقی (مدیر اعلیٰ)

رمضان نیکیوں کا موسم بہار

مفکر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اشرف جلالی زید مجدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ!

اللہ تعالیٰ کا اس امت پہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایسے مواقع پیدا کیے کہ جس کی وجہ سے کم وقت میں اور تھوڑی مشقت میں بہت نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں اور حسنات کا کسب کیا جاسکتا ہے وہ وقت کہ جس میں نیکی کے میدان میں آسانیاں فراہم ہوں اور اس کو کم وقت میں زیادہ نیکیاں کمانے کا موقع ملے ان اوقات میں سے خوبصورت موقع رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس میں ہم موجود ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُ الۡجَنَّۃِ وَغُلِّقَتۡ اَبۡوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلۡسِلَتۡ الشَّیَاطِیۡنُ

(صحیح بخاری کتاب بدء الکلق باب صفة ابلیس و جنوده رقم الحدیث3035)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے۔

"تُفۡتَحُ فِیۡہِ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ"

اس میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور شیطانوں کو زنجیروں سے باندھ دیا جاتا ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُ الۡجَنَّۃِ

رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

وَغُلِّقَتۡ اَبۡوَابُ جَھَنَّمَ

اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ

اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

یہ وہ فوری انتظامات ہیں جو رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی کائنات میں کر دیئے جاتے ہیں۔ یعنی جوں ہی رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا ہے تو یہ تین بڑی تبدیلیاں آتی ہیں، آسمان کے دروازے یا جنت کے دروازے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ یہ جو تینوں اہتمام ہیں یہ فقط اس لیے ہیں کہ بندہ مومن کے نیکی کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اس کے لیے نیکی کرنا نہایت آسان ہو جائے۔

مسند امام احمد اور سنن نسائی میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرًا مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا حُرِمَ۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی معمر فیہ رقم الحدیث 2079)

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آ گیا، یہ مہینہ برکت والا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی سرکشی کرنے والے شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اس مہینے میں جو اس رات کی خیر سے محروم ہو گیا وہ ہمیشہ کی خیر سے محروم ہو گیا۔

شَهْرٌ مُبَارَكٌ مبارک مہینہ آ گیا

فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ

اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کیے۔

تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

آسمان کے دروازے اس میں کھول دیئے جاتے ہیں۔

وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ

جہنم کے دروازے اس میں بند کردیئے جاتے ہیں۔

وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ۔

باغی شیطانوں کو اس میں طوق پہنا دیئے جاتے ہیں اور ان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ

اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِّمَ

جو اس رات کی خیر سے محروم رہ گیا وہ محروم رہ گیا۔

اس حدیث شریف میں جو اسباب ذکر کیے گئے جو کہ رمضان میں کیے جاتے ہیں ان میں اگر غور کریں تو پوری طرح اس بات کا احساس ہوگا کہ رمضان المبارک کس قدر نیکیوں کا موسم ہے اور اس میں نیکی کرنا کتنا آسان ہو جاتا ہے۔

پہلے نمبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنت تو آسمانوں کے اوپر ہے اس کے دروازے اگر کھل جائیں تو زمین والوں کو اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ کیوں کہ دروازے کے کھلنے کا فائدہ اسے ہوتا ہے جو دروازے کے قریب ہو کہ دروازہ کھلے تو اندر داخل ہو سکے جب اندر داخل ہونا بندے کے امکان میں نہیں، اس کی قدرت اور طاقت میں نہیں پھر جنت کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی فائدہ تب ہے جب بندہ جہنم کے دروازے کے قریب ہو اور داخل ہونے کا خطرہ ہو اور دروازے بند ہو جائیں تو بندہ کہے کہ اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تو جب ہم نہ جنت کے قریب ہیں

اور نہ جہنم کے قریب ہیں تو جنت کے دروازے کھلنے کا اور جہنم کے دروازے بند ہونے کا فائدہ کس کو پہنچے گا۔

معزز قارئین! اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس حدیث میں جس کا ذکر آیا ہے اس میں جنت کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے لیے وہ کام کرنا آسان ہو جاتے ہیں جو کام بندے کا جنت میں جانے کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے ہی جہنم کے دروازے کے بند ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ بندے کے لیے وہ مواقع کم ہو جاتے ہیں کہ جس میں وہ ایسا فعل کرے کہ جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جانے کا سبب بن سکے۔

اس بنیاد پر یہاں کنایہ کے طور پر گفتگو کی گئی ہے۔ مراد یہ ہے کہ رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے کہ جس مہینے کے اندر بندے کے لیے نیکی کے مواقع ہر طرف عام ہوتے ہیں، قدم قدم پہ نیکی کا کوئی سبب پیدا ہوتا ہے۔ لحہ لحہ کے اندر نیکی کا کوئی باعث موجود ہوتا ہے لہٰذا وہ افعال جو بندے کے جنت میں جانے کا سبب بنیں ان کو کرنے میں بندے کو کوئی تکلف نہیں کرنا پڑتا، ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی بس آسانی کے ساتھ وہ سارے افعال بندے کے امکان میں ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ جنت کا مہمان بن سکتا ہے اس واسطے یہ الفاظ بول دیئے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے گئے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے اس سے لوگوں کو یہ باور کرایا گیا کہ رمضان المبارک کو کوئی معمولی وقت نہ سمجھنا اتنا بڑا وقت ہے اور اتنا اچھا موسم ہے کہ اس کے اندر تم نیکی کرو گے تو اللہ تعالیٰ بڑا ہی نوازے گا اور یہی کام تمہارے جنت میں جانے کا سبب بن جائیں گے۔ اور یہاں اتنا قوی اور حتمی سبب ہے کہ یوں سمجھو جیسے جنت سامنے کھلی ہے اور تم جنت میں داخل ہو رہے ہو، یہ اس بات کی تاکید کے لیے کہہ دیا گیا کہ جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں گویا کہ ان افعال میں جنت میں داخل ہونے کا سبب بعید نہ سمجھو، یہ دور کا سبب نہیں ہے بلکہ یہ بہت ہی قریب کا سبب ہے اور یہ شارٹ راستہ ہے جنت میں جانے کا، اس بات کو ظاہر کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ استعمال فرمائے۔

اس مضمون کو سمجھنے کے لیے دوسری حدیث پاک بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قُلْتُ وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب ما جاء فی عقد التسبيح باليد رقم الحديث: 3431)

جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو کچھ کھالیا کرو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جنت کے باغات کیا ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مساجد ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس میں پھل کھانا کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

کہنا جن کا پھل کھانا ہے۔ صحابہ کرام کو تعجب ہوا کہ جنت آسمانوں پر ہے ہم زمین پر ہیں، ہم کیسے اس کے پاس سے گزر سکیں گے۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ نے کس چیز کو جنت کے باغات سے تعبیر کیا جنت کے باغات کون سے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قال المساجد .... مسجدیں جنت کے باغات ہیں۔

مسجد میں آنا جنت کے باغات میں آنا ہے مسجد میں سجدہ کرنا جنت کے باغات کا پھل کھانا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں جنت میں جانے کا باعث ہے، مسجد میں جانا جنت جانے کا سبب ہے اس واسطے حدیث پاک میں کہہ دیا گیا کہ تم جنت کے پاس سے گزر رہے ہو تو جنت کے سبب کو جنت کہہ دیا گیا۔ ایسے ہی یہاں جو جنت جانے کے اسباب ہیں ان افعال کو یہ قرار دے دیا کہ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔

اس حدیث شریف میں یہ بات بھی بڑی قابل غور ہے۔

وَسُلْسِلَتُ الشَّيَاطِيْنِ

اور شیطانوں کو زنجیریں پہنا دی جاتی ہیں اور انہیں جکڑ دیا جاتا ہے۔

یہاں بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے لوگ ہیں جو رمضان المبارک میں نماز نہیں پڑھتے، برے کاموں میں مصروف رہتے ہیں، ہر وقت گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر شیطانوں کو باندھا گیا تھا تو اس کا اثر بھی ضرور نظر آنا چاہیے تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت ہے کہ شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے مگر اس حدیث سے پتہ چلتا ہے جو مردۃ الجن ہے یعنی جو بڑے بڑے پاورفل جن ہیں اور باغی وسرکش جن ہیں ان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے بڑے شیطان تو باندھ دیئے جاتے ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے اور کمزور شیطان کھلے ہوتے ہیں اور کچھ اتنے گئے گزرے ہوتے ہیں کہ ان پر کمزور شیطانوں کا بھی بڑا رعب ہوتا ہے لہٰذا وہ ان کمزور شیطانوں کے رعب کی وجہ سے نیکی کی طرف پھر بھی متوجہ نہیں ہوتے جبکہ دوسرے بندے کہ جن کا ایمان مضبوط ہے انہیں کمزور شیطانوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ کثرت سے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں اور نیکی میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

دوسرا جواب محدثین نے یہ دیا کہ شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے لیکن ان کی اولاد کھلی ہوتی ہے وہ حضرات جو کمزور ہیں جن کی شیطانوں کے مقابلے میں کوئی طاقت نہیں، شیطان کے بچوں کا فٹ بال بن جاتے ہیں اور پھر وہ نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور مسجدوں کا رخ نہیں کرتے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ سارے شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے وہ سرکش ہوں یا غیر سرکش ہوں، خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں لیکن پھر بھی اگر کچھ لوگ نیکی کی طرف مائل نہیں ہوتے اور پھر بھی شیطان کے چرنوں میں چرتے رہتے ہیں، کچھ لوگ پھر بھی سینما کو چھوڑ کر مسجدوں کی طرف نہیں آتے اور کچھ لوگ پھر بھی گناہوں کے غبار میں آلودہ رہتے ہیں اس کا سبب کچھ اور

ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ شیطانوں کو باندھ دیا گیا۔

یہاں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ شیطان کھلے ہوں اور کسی کو جا کر دبوچیں کہ تجھے مسجد کی طرف نہیں جانیں دیں گے، تجھے روزہ نہیں رکھنے دیں گے ایسا اب نہیں ہوتا کیونکہ شیطانوں کو باندھ دیا گیا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ شیطانوں کے باندھے جانے کے باوجود کچھ لوگ شیطانوں کے اس قدر زیر اثر آ چکے ہوتے ہیں اور شیطان اتنا ان پر حاوی ہو چکا ہوتا ہے اور وہ شیطان کے اتنے غلام بن چکے ہوتے ہیں کہ شیطان اگرچہ جکڑا ہوا ہوتا ہے، باندھا ہوا ہوتا ہے، مگر وہ باندھا ہوا شیطان گھور کے دیکھتا ہے تو یہ لوگ کانپ اٹھتے ہیں اس کی بات کو مانتے ہیں، اس کے حکم کے تابع ہو جاتے ہیں اس کا کہنا مانتے ہیں۔

اس واسطے اس مہینے میں شیطان تو جکڑے گئے مگر جو شیطان کے زیر اثر زندگی گزارتے ہیں، وہ بہت زیادہ شیطان کے چیلے بن چکے ہوتے ہیں تو ان شیطانوں کے باندھے جانے کا ان پہ کوئی اثر نہیں پڑتا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگرچہ وہ جکڑے ہوئے ہوتے ہیں مگر ان کی آواز سے لہجے، ان کی گھورتی آنکھوں سے ان پر اتنا اثر پڑ جاتا ہے کہ ان لوگوں کو نیکی کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔

اس حدیث پاک کو اگر وسیع مفہوم میں لیا جائے تو پھر انسان کو کتنی خوشی ہو کہ انسان اس ماحول میں رہنا پسند کرتا ہے جہاں اس کا دشمن نہ ہو یا جہاں اس کے دشمن کی دسترس نہ ہوں وہاں رہتے ہوئے سکون محسوس کرتا ہے، اس کو گھٹن محسوس نہیں ہوتی۔ ایک شخص شیش محل میں رہتا ہو لیکن اس کے دائیں بائیں خطرات منڈلا رہے ہوں تو اس کو ہر وقت خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ پتہ نہیں اگلی گھڑی جان نکل جائے اور اتنے دشمن اس کو گھیرے ہوئے ہوں تو اس کو شیش محل میں رہنے کا کوئی مزہ نہیں آئے گا اور دوسری طرف ایک بندہ کٹیا میں رہتا ہے مگر اس کا وہاں کوئی دشمن نہیں ہے، دور دور تک اس کے لیے حالات سازگار فضا محفوظ ہے اسے گھٹن محسوس نہیں ہوتی، اس کو اس کٹیا میں

سکون کی وجہ سے جنت جیسی فراخی محسوس ہوتی ہے اور بڑی ہی خوشی محسوس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا کرم کیا وہ شیطان جو ہمارا دشمن ہے اور گیارہ مہینے ہمیں دبانے کی کوشش کرتا ہے اور ہمیں شکست دینے کی کوشش کرتا ہے، پارسا لوگوں کی پارسائی کو لوٹنا چاہتا ہے، اصحاب تقویٰ کے تقویٰ کو چھیننا چاہتا ہے، وہ تقدس مآب شباب کو معاذاللہ آلودگیوں میں پھنسا دینا چاہتا ہے اس شیطان کے حملے گیارہ مہینے ہوتے رہے اللہ والے جواب دیتے رہے دوسرے جو کمزور ایمان والے تھے وہ اس سے زخمی ہوتے رہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کا مہینہ سب کو دیا اور کہا کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں تمہیں ریلیف دے رہا ہوں کہ تم اس مہینے میں کھل کے بندگی کرلو، اور کھل کے نیکی کرلو تاکہ تمہیں محسوس ہو کہ شیطان تم پر اثر انداز نہیں ہو رہا، شیطان کو باندھ کے اور اپنے بندوں کو کھلا ماحول دے کر اللہ تعالیٰ نے انہیں توانا کرنا چاہا کہ یہ مضبوط ہو جائیں، شیطان کے جو اثرات ان پہ پڑتے ہیں ان اثرات سے ان کی سیرت بچی رہے۔

رمضان المبارک کا کیا عجب موسم ہے، اس میں کتنا نیکیوں کا دور دورہ ہے، شیطان کو باندھ دیا گیا، ہر طرف نیکی ہے، گلی محلے میں مسجدیں آباد ہیں، رات کو تراویح ہے دن کو روزہ ہے، تلاوت کلام مجید ہے، تسبیح و تہلیل ہے، سجدہ و قیام ہے، کہیں درس قرآن ہے، کہیں درس حدیث ہے، کہیں فہم دین کورس ہے ایسے پروگراموں کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، نیکی کے ایسے موسم میں ہر ایک کو یہ احساس ہے کہ زیادہ سے زیادہ میں نیکیاں کروں، اللہ تعالیٰ نے شیطان کو باندھ دیا اور اپنے بندے کو نیکی کے میدان میں کھلا چھوڑ دیا ہے کہ تم جی بھر کے نیکی کرو اور اس میں رکاوٹ پیدا کرنے والا کوئی نہ ہوگا ایسی صورت حال میں اس کا ایک ایک لمحہ غنیمت ہے، اس کے ہر لمحے کو غنیمت سمجھتے ہوئے نیکی کرلینی چاہیے، کل جب رمضان گزر جائے عید کا دن ہو اور شیطان کو کھول دیا جائے تو جب ادھر شیطان کھلے تو ادھر بندے میں اتنی مہارت پیدا ہو چکی ہو اور اتنی پاور اس میں موجود ہو کہ جوں ہی عید الفطر پڑھ کے باہر نکلے اور پہلی ملاقات اس کی شیطان سے ہو جائے تو اس

کو دیکھتے ہی شیطان کو پسینہ آجائے اور وہ منہ کے بل گر پڑے کہ یہ جس کو میں نے گیارہ مہینے غلام بنا رکھا تھا اور جس کو میں دبایا ہوا تھا اور جس پر میرا اثر چلتا تھا اب اتنا قوی ہو گیا ہے نیکی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے اس کو پاور دے دی ہے پھر رمضان کا فائدہ ہو گا تا کہ اگلے گیارہ مہینے میں روحانی قوت جو رمضان میں میسر آئی تھی وہ برقرار رہے اور اس کے لیے گیارہ مہینے گزارنا آسان سے آسان تر ہو جائیں۔

اسی بنیاد پر جس وقت میں نیکی کا ریٹ زیادہ ہوتا ہے نیکی کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور ثواب زیادہ ملتا ہے۔ ایسے ماحول میں اگر کوئی بدبخت برائی کرتا ہے پھر اس کے لیے عتاب بھی زیادہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ رمضان المبارک نیکیوں کا موسم ہے اگر اس میں کوئی انسان نیکی کی طرف مائل نہ ہو تو اس کو خائب و خاسر قرار دیا گیا اور اس کو بدبخت قرار دیا گیا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُغْفَرَلَهُ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب قول رسول الله ﷺ زغم الف رجل رقم الحدیث :3468)

اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو یعنی ہلاک ہو گیا وہ شخص اور تباہ و برباد ہو گیا اور وہ بندہ ذلیل ہو گیا جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا لیکن اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور وہ شخص ہلاک ہو جائے جس کے پاس رمضان آئے لیکن اس کی بخشش سے پہلے ہی گزر جائے اور وہ شخص بھی ہلاک ہو کہ جس کے پاس اس کے والدین نے بڑھاپا تو پایا لیکن اسے جنت میں داخل نہ کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

جس انسان کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پہ درود نہ پڑھے اور صلی اللہ علیہ وسلم نے بولے اس کے پاس میرا تذکرہ ہوا اور وہ مجھ پہ درود نہ پڑھے وہ شخص رحمت سے دور ہو گیا وہ خائب و خاسر ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُغْفَرَلَهُ۔

وہ بندہ بھی ہلاک ہو گیا اور تباہ و برباد ہو گیا جس کو زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ تو ملا تھا لیکن رمضان کا مہینہ آیا اور وہ ایسے ہی گزر گیا اور جیسا گنہگار تھا ویسا ہی گناہ گار رہا۔ یہ انسان اپنے آپ کو بخشوا نہ سکا، اور اپنے رب کی رحمت کی پھنوار سے اپنے نامہ اعمال کو دھلا نہ سکا اس سے بڑا خائب وخاسر کون ہو گا میں نے اس شخص کے بارے میں کہا ہے جو رمضان جیسے قیمتی وقت کو پاتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی بخشش نہیں ہوتی وہ کتنا بے وقوف ہے کہ جس نے وقت کی قیمت کو محسوس نہیں کیا۔ تیسرے نمبر پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ۔

وہ بندہ بھی ذلیل ہو گیا جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پالیا یعنی یہ زندہ تھا اور اس کے والدین بھی زندہ تھے اور وہ بوڑھے ہو چکے تھے اس حالت میں ان کو پایا ایسی حالت میں ہی ان کا وصال ہو گیا اور یہ ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔ اور ان دونوں والدین نے اس بیٹے کو جنت میں داخل نہ کیا یعنی اس بیٹے کو چاہیے تھا کہ یہ اپنے والدین کی اتنی خدمت کرتا ان کو رحمت کا حوالہ سمجھتے ہوئے یہ غنیمت سمجھتا کہ میرے ہوتے ہوئے میرے والدین کی خدمت کا موقع مجھے مل رہا ہے تو یہ اتنی خدمت کرتا جس کی وجہ سے وہ جنت میں جانے کا سبب بن جاتے، جس نے اتنا رحمت کا ماحول پایا، جن کے چہرے کو دیکھنے سے حج مبرور کا ثواب ملتا ہے پھر بھی اس نے والدین کی نافرمانی کی اپنے والدین کی نافرمانی کی ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے آپ کو بخشوا نہ سکا تو یہ شخص اجڑا ہوا ہے اور تباہ و برباد ہے اس کو تو یہ وقت غنیمت سمجھنا چاہیے تھا لیکن اتنا قیمتی وقت پانے کے باوجود ان تینوں قسم کے لوگوں نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا

اس واسطے رسول اللہ ﷺ نے ان کو خائب وخاسر قرار دیا۔

اس مقام پر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں یہ کہا کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا لیکن بخشش نہ کروا سکا یہ ہلاک ہوگیا ہے اور تباہ و برباد ہوگیا، یہ نیکیوں کے موسم میں غفلت کا نتیجہ ہے۔ نیکیوں کے موسم میں جو جاگتا ہے اللہ تعالیٰ کے دربار کا مطیع ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن کے زندگی گزارتا ہے تو جب نہ مہینہ گزر رہا ہوتا ہے اس کو بخشش کا سرٹیفکیٹ مل رہا ہوتا ہے اور اگر کوئی بندہ یہ مہینہ غفلت میں گزار دے تو مہینہ گزر جاتا ہے لیکن وہ جیسے تھا ویسے ہی رہ جاتا ہے۔

نیکیوں کے اس موسم میں ہمیں اپنا احتساب کرتے ہوئے یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا وقت صحیح گزر رہا ہے اور ہم اس وقت کو یوں گزار رہے ہیں کہ کل جب یہ رمضان رخصت ہوگا تو ہماری بخشش ہو چکی ہوگی پھر تو عافیت ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہمیں آج سوچنا چاہیے کہ یہ رمضان المبارک جو نیکیوں کا موسم ہے اس کی قدر و قیمت کو محسوس کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆

عالمِ اسلام کو

ماہِ رمضان المبارک

کی سعید ساعتیں مبارک ہوں

(ادارہ)

مقالۂ خصوصی

عظیم برکتوں اور تاریخی نسبتوں والا ماہِ ذیشان رمضان المبارک

از: ابوالفیضان پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی، لاہور

ماہِ ذیشان شہر رمضان بڑی برکتیں اور رحمتیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ روزہ، سحری، افطاری، تلاوت قرآن، تراویح، اعتکاف اور شب قدر جیسی اہم عبادات اس مہینے کے اندر یکجا ہیں۔

☆ دوسرے رُخ سے دیکھیں تو تاریخِ اسلام کے بڑے اہم واقعات اسی ماہِ مبارک میں رونما ہوئے اور بہت سی بزرگ شخصیات کے ایام وصال اسی ماہِ مقدس میں ہیں۔ انہی عظمتوں اور نسبتوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ولی کامل، نباضِ قوم حضرت علامہ الحاج مفتی پیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "ماہِ ذیشان رمضان عظیم برکتوں اور تاریخی نسبتوں والا مہینہ ہے"۔ زیرنظر سطور میں نہایت اختصار کے ساتھ ان عظیم برکتوں اور تاریخی نسبتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

3 رمضان المبارک/ یوم وصال سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا

دُخترِ مصطفےٰ، بانوئے مرتضیٰ، اُم الحسنین، سیدۃ النساء حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری شہزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تاریخ ولادت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح تر قول ابوبکر الرازی کا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال بعد ۴۱ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام مبارک فاطمہ ہے، جس کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین کو دوزخ سے آزاد کر دیا ہے"۔

(کنز العمال جلد ۱۲، ص: ۵۰)

☆ ...... آپ رضی اللہ عنہا کا لقب مبارک زہرا ہے، جس کا مطلب ہے کلی، یعنی جنت کی کلی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "میری بیٹی انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک

ہے"۔(ایضاً،ص:۵۰)

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

☆......آپ کا دوسرا مشہور لقب بتول ہے یعنی دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے جسم اقدس سے جنت کی خوشبو آتی تی، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونگھا کرتے تھے۔(مرآۃ المناجیح، جلد ۸، ص ۴۵۲)

☆......آپ رضی اللہ عنہا کے ان القابات کے حوالے سے حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

بتول و فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

نکاحِ مبارک: آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا لیکن دنیا جو عالم اسباب میں سے ہے اس میں سبب یہ بنا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اور حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو رشتہ طلب کرنے کے لیے تیار کیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ مقصد لے کر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حیا کے سبب خاموش رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار فرمانے پر مدعا کا اظہار کیا، جسے سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے کِھل اٹھا اور نکاح کی تیاری کا حکم دیا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اخراجات کے لیے اپنی زرہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ۴۰۰ درہم میں فروخت کی، جب رقم کی ادائیگی ہو چکی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے علی! کیا اب میں زرہ کا اور آپ درہم کے حق دار نہیں؟ آپ نے کہا "کیوں نہیں" تو کہنے لگے پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے"۔(الروض الفائق، ص ۲۷۵ ملخصاً)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز کی خریداری کے لیے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ساتھ سامان اٹھانے کے لیے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ درہم

عنایت فرمائے میں نے روئی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر، چمڑے کا دستر خوان، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، پانی کے لیے ایک مشکیزہ اور آب خورہ اور نرم اون کا پردہ خریدا''۔ (ایضاً، ص: ۲۷۵)

بے مثال پردہ: آپ رضی اللہ عنہا کی شرم و حیا اور غیر مردوں سے پردہ ایک لائق تقلید عمل اور حیا کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی وجہ سے اُن کے پردہ فرما جانے کے بعد سوائے ایک موقع کے سیدہ کائنات کبھی نہیں مسکرائیں۔ وہ ایک موقع کون سا تھا؟ ہوا یوں کہ بوقت وصال آپ کو تشویش تھی کہ بعد وصال آپ کے کفن پوش جسد اقدس پر غیر مردوں کی نظر پڑے گی اگر چہ چادر تو ہوگی لیکن جسم کی ہیئت کا اندازہ ہوگا۔ تب حضرت سیدہ اسماء بنت عمیس جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں، انھوں نے عرض کیا کہ حبشہ میں جب وہ اپنے سابقہ شوہر حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت فرما کر تشریف لے گئیں تھیں تو انہوں نے وہاں یہ دیکھا کہ کھجور کی شاخیں جنازے پر باندھ کر ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور یہ ڈولی سی بنا کر انہوں نے سیدہ کو دکھا بھی دی۔ یہ باپردہ اہتمام دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد ان کے لبوں پر دیکھی گئی۔ (جذب القلوب، ص: ۲۳۱)

☆..... کاش! ہماری مسلمان بہنیں اس واقعہ سے درس حاصل کریں۔ اور پردہ کو اپنے لیے بوجھ کی بجائے باعث فخر سمجھیں۔ آج سارا عالم کفر اسلام کی نمایاں صفت اور مسلمان عورت کا زیور یعنی شرم وحیا کو چھیننے اور لوٹنے کے درپے ہے۔ اس ماحول میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال قادری کی مسلمان عورت کے نام نصیحت کو پلے باندھنا چاہیے۔ اپنے فارسی کلام میں علامہ کہتے ہیں:

؎ بتولے باش پنہاں شو از عصر   کہ در آغوش شبیرے بگیری

یعنی حضرت زہرا بتول رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زمانے کی بے رحم نظروں سے چھپ جا تا کہ تیری گود میں حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنے والی اولاد پرورش پائے۔

سیدۂ کائنات کا وصال و جنازہ: حضرت سیدۂ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ بروز پیر اور منگل کی درمیانی شب انتقال فرمایا۔ جنازہ کے بعد مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح ترین قول یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خواہش پر جنازہ پڑھایا۔ طبقات ابن سعد تہذیب الکمال، تاریخ الخمیس، اور مدارج النبوت میں یونہی لکھا ہے اور تو اور روافض کی کتاب الشافی فی الامامت میں بھی آئمہ اہل بیت کے حوالے سے یہی لکھا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت کا جنازہ پڑھایا اور جنت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی۔

ے خونِ خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جن کا خمیر　　　اُن کی بے لوث طنیت پہ لاکھوں سلام

10 رمضان المبارک / یوم وصال سیدۂ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ اور مومنین کی پہلی ماں حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی عمر مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد انہی کے بطن سے تھی، سوائے حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سیدۂ کائنات حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ ہیں۔ خواتین میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سب سے پہلی وحی نازل ہوئی تو چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں تسلی دی "ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پریشان و شرمندہ نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربت داروں کا حق خوب ادا کرتے ہیں، بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں مسافروں کی میزبانی کرتے ہیں اور لوگوں کو راہِ حق میں پیش آنے والے حوادث پر مدد دیتے ہیں۔" (صحیح بخاری شریف)

☆ ...... بخاری و مسلم دونوں میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام

بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس کھانا لے کر حاضر ہورہی ہیں، جب آپ ﷺ کے پاس پہنچیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام فرمائیں اور میری طرف سے بھی نیز انہیں خوشخبری دے دیں۔ان کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جنت میں قصب (موتی) کا محل تیار کر رکھا ہے، جس میں لا صخب و لا نصب یعنی کوئی شور وغل اور رنج ومشقت نہیں ہے''۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے ہوئے اسی حدیث پاک کا تذکرہ کرتے ہیں:

منزل من قصب لا صخب لا نصب ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

☆......ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے۔بکری ذبح کر کے ان کی دعوت فرماتے اور کبھی جانور ذبح کر کے ان کا گوشت ان کے گھروں میں بھیجا کرتے۔اس حسن سلوک کو دیکھ کر حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا'' آپ ﷺ ہمیشہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان سے بہتر اللہ نے آپ ﷺ کو ازواج عنایت فرمائی ہیں''۔یہ سن کر آپ ﷺ نے جواب دیا''اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر کوئی بیوی عطا نہیں فرمائی، بے شک وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا، اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور اس نے اس وقت میری مالی مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد عنایت فرمائی''۔

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اعلانِ نبوت کے دسویں سال ۱۰ رمضان المبارک کو رحلت فرمائی۔آپ رضی اللہ عنہا کی رحلت کی مناسبت سے اعلان نبوت کے دسویں سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین مکۃ المکرمہ جنت المعلیٰ میں ہوئی۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ایصال ثواب کے لیے نبی کریم ﷺ صدقہ وخیرات فرماتے

تھے۔جیسا کہ تحفۃ الاحباب فی مسئلۃ ایصال ثواب میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کو اچھی سینکی ہوئی روٹی پیش کی جاتی تو آپ ﷺ اسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے خیرات فرما دیتے۔ ظاہر ہے یہ اہتمام ایصال ثواب کے لیے تھا۔

سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

10 رمضان المبارک / یوم فتحِ سندھ

۱۰ رمضان المبارک کو ہی مجاہد اسلام حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں سندھ فتح ہوا۔ اور اس سرزمین کے لیے باب اسلام کھل گیا، جہاں سے سرکار دو عالم ﷺ کو ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

آج کے مسلمان نوجوانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ سترہ سالہ محمد بن قاسم نے اتنی مہارت اور دانائی قسامِ ازل سے پائی تھی کہ چھوٹی سی عمر میں نہ صرف لشکر کی قیادت کی بلکہ فتح کی سعادت بھی حاصل کی۔ افسوس آج کے نوجوان کرکٹ کھیلنے اور موبائل پر گپیں ہانکنے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ حضرت محمد بن قاسم کے اس جذبہ و ولولہ کو ہی مہمیز بناتے ہوئے امت کے ارباب بست و کشادہ سے گذارش ہے کہ کیا وجہ ہے کہ چند خواتین کو راجہ داہر کے غنڈوں نے ستایا تھا تو محمد بن قاسم عرب سے بدلہ لینے آیا تھا۔ آج برما سے لے کر شام تک اور امریکہ سے لے کر افریقہ تک امت کی سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں بیٹیاں ستائی جا رہی ہیں، ان کی عصمتیں سربازار نیلام ہو رہی ہیں لیکن نیل کے ساحل سے لے کر خاک کاشغر تک ان کی فریاد کو سننے والا اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے والا کوئی نہیں۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

وہ دیں جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے ۔ پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

17 رمضان المبارک/ یوم وصال سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام عائشہ، خطاب اُم المومنین، لقب صدیقہ حمیرا اور کنیت اُم عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تحنیک یعنی گھٹی دیتے وقت آپ کو یہ کنیت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمائی تھی۔ اعلان نبوت کے دسویں سال آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور شوال المکرم ۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی۔

فضائل: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو اٹھارہ آیات آپ رضی اللہ عنہا کی طہارت اور عفت و عصمت کے حوالے سے سورۂ نور میں نازل ہوئیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

؎ یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ ۔ اُن کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام

پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی اجازت آپ رضی اللہ عنہا کی بدولت اُمت کو حاصل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

فضل عائشه على النساء كتفضل الثريد على سائر الطعام

(بخاری کتاب المناقب)

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیگر عورتوں پر یوں فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو کھانے پر۔ ان کے لحاف میں وحی نازل ہوئی، ان کو جبریل امین نے سلام عرض کیا۔

علمی مقام: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کو دیگر ازواج مطہرات کی نسبت زیادہ قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل تھا۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری اُن کو دے دی تھی۔ اس وجہ سے آٹھ دن میں دو مرتبہ انہیں خدمت نبوی کا شرف ملتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"خذ و نصف دينكم عن هذه الحميراه"

''اپنے دین کا آدھا حصہ اس حمیرا یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو''۔

☆......حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''ہم اصحاب رسول کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی، جس کو ہم ن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق معلومات نہ ملی ہوں''۔ (ترمذی، کتاب المناقب، ص:۸۷۳)

☆...... ایک شخص نے حضرت مسروق تابعی جو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد تھے، سے پوچھا کہ ''کیا ام المومنین علم الفرائض (وراثت کا علم) جانتی تھیں، تو جواباً حضرت مسروق نے کہا ''خدا کی قسم! میں نے بڑے بڑے صحابہ کو ان سے فرائض کے مسائل دریافت کرتے دیکھا ہے''۔ (موسوعہ اہل بیت، ص:۵۸۱)

☆...... امام زہری کا قول ہے کہ ''اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کے مقابلے میں تمام اُمہات المومنین بلکہ تمام خواتین کے علم کو رکھا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کا پلڑا بھاری ہو جائے گا''۔ (موسوعہ اہل بیت، ص:۵۸۱)

اخلاق وعادات: آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کی مالکہ تھیں۔ عبادت کا ذوق ایسا تھا کہ راتوں کو اُٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں۔ امت مسلمہ کی تکالیف کو محسوس کرتیں اور ان کے لیے دعا گو رہتیں تھیں۔ اپنی تعریف کو پسند نہ کرتی تھیں۔ عاجزی وانکساری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ صدقہ و خیرات بہت کرتی تھیں، سخاوت وایثار ااپ میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے۔ شام ہوتے ہوتے آپ نے فقراء ومساکین میں اس طرح تقسیم کر دیئے کہ ایک پیسہ بھی پاس نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزے سے تھیں، کنیز نے عرض کیا کہ افطار کے سامان کے لیے تو کچھ رکھنا تھا، تو فرمایا ''تم نے یاد دلایا ہوتا''۔ (مستدرک للحاکم)

وصالِ باکمال: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ میں ہوا۔ وصیت کے مطابق رات کو ہی جنازہ پڑھا دیا گیا۔ جنازے کی امامت کی سعادت حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔ تدفین جنت البقیع میں امہات المومنین کے احاطے میں عمل میں

آئی۔ اگرچہ جہاں رسول اکرم ﷺ کا روضہ اقدس ہے وہ حجرہ آپ کی ملکیت تھا اور آپ کی ابتداً وہیں دفن ہونے کی خواہش تھی لیکن بعدہٗ اپنی عاجزہ والی طبیعت کی وجہ سے دیگر امہات المومنین سے الگ دفن ہونا پسند نہ فرمایا۔ یاد رہے حجرۂ انور میں قبورِ مقدسہ اور آپ کی رہائش گاہ کے درمیان پردہ کھینچ دیا گیا تھا اور جب آپ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری دینا ہوتی تو پردہ اٹھا کر حاضر خدمت ہو جاتیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تدفین تک آپ پردے کا اہتمام کیے بغیر حاضر ہو جاتیں لیکن جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو آپ باپردہ حاضر ہوتیں۔

ایصالِ ثواب کا حکم: امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوباتِ شریف میں اپنا ایک خواب تحریر فرمایا ہے جو طوالت کے خوف سے یہاں نقل نہیں کیا جا رہا ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پنجتن پاک کے ایصال ثواب کے لیے ختم شریف کا اہتمام کرتے تھے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے خواب میں فرمایا:

من طعام در خانه عائشه می خورم، هر که مرا طعام فرستد بخانهٔ عائشه فرستد

ترجمہ: میں کھانا عائشہ کے گھر میں کھاتا ہوں لہٰذا جس نے مجھے کھانا بھیجنا ہو وہ عائشہ کے گھر میں بھیجا کرے۔ اس مبارک خواب سے جہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے وہیں اس فضل و شرف کا بھی اعلان ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا قیام آج بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریف میں ہے۔

؎ اللہ اللہ عائشہ کا اتنا اونچا ہے مقام
حشر تک ان ہی کے گھر میں ہے میرے آقا ﷺ کا قیام

17 رمضان المبارک/غزوۂ بدر

۱۷ رمضان المبارک کو میدانِ بدر میں کفر و اسلام کا پہلا معرکہ ہوا، جو تاریخ عرب میں اس لحاظ سے بھی منفرد تھا کہ یہ کسی قبیلے اور برادری کی لڑائی نہ تھی بلکہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ عرب کے لوگ قبیلے کی عزت و ناموس کی خاطر تو جنگ سے آشنا تھے لیکن ناموس رسالت ﷺ کے لیے

جنگ کا یہ پہلا تجربہ تھا، جس میں ایک جانب باپ تھا تو دوسری جانب بیٹا، ایک جانب چچا اور دوسری جانب بھتیجا، ایک جانب ماموں تھا تو دوسری جانب بھانجا، ایک جانب بھائی تھا تو دوسری جانب سگا بھائی...... غزوۂ بدر نے یہ بھی بتا دیا کہ مسلم قومیت کی بنیاد، برادری رنگ، نسل یا وطن پر نہیں بلکہ کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر ہے۔ شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی (ﷺ)

غزوۂ بدر نے یہ بھی بتا دیا کہ فتح تعداد اور سامان سے نہیں بلکہ قوتِ ایمان سے ہوتی ہے۔ حفیظ جالندھری نے لشکر اسلام کی تعداد اور سامان کی قلت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا
تھے ان کے پاس دو گھوڑے، چھ زرہیں، آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

غزوۂ بدر میں ستر ہ کافر قیدی ہوئے اور ستر مارے گئے۔ سب سے اہل ہلاکت اس امت کے فرعون ابو جہل کی عبرت ناک موت ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ”میں نے جنگ کے لیے صف بندی کے دوران اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دو نو عمر لڑکے کھڑے تھے میں نے دل میں سوچا کہ اگر کوئی تجربہ کار افراد میرے دائیں بائیں ہوتے تو مشکل کے وقت میری مدد کرتے۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ انھوں نے مجھ سے سوال کیا” چچا جان! ان میں سے ابو جہل کون سا ہے؟ میں نے پوچھا ”تم نے ابو جہل کو دیکھ کر کیا کرنا ہے“ تو جواباً انہوں نے کہا:

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری ﷺ کو

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا:

؎ حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

جواباً ان لڑکوں نے کہا:

؎ یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ
خدا حافظ کہا اور کھینچ لیں دونوں نے شمشیریں
بڑھے یکبارگی پڑھتے ہوئے پُر جوش تکبیریں

یہ دونوں لڑکے جن کے اسمائے گرامی حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما تھے۔انہوں نے ابوجہل کے حفاظتی دستے کا حصار توڑتے ہوئے ابوجہل پر وار کیا۔ابوجہل جہنم رسید ہوا۔ابوجہل کے بیٹے نے حضرت معاذ کے بازو پر تلوار ماری، جس سے بازو کٹ گیا اور صرف جلد کے سہارے لٹکنے لگا۔ یہ چونکہ تلوار چلانے میں رکاوٹ پیدا کر رہا تھا تو آپ نے پاؤں کے نیچے دبا کر جدا کر دیا۔جنگ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کٹا ہوا بازو لے کر حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن شریف لگا کر یوں جوڑا کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ بازو کٹا بھی تھا یا نہیں؟

☆......غزوۂ بدر میں ۱۴ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت نوش کیا، جن میں سے آٹھ مہاجر اور چھ انصاری تھے۔سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "ان شہدائے بدر کے وسیلے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں"۔

؎ جاں نثارانِ بدر و احد پہ درود
حق گذارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

20 رمضان المبارک/ یومِ فتح مکہ

۲۰ رمضان المبارک ۸ ہجری میں (بعض کتب میں ۱۰ رمضان المبارک بھی بیان کی گئی ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مکۃ المکرمہ کو بغیر لڑائی کے فتح کیا۔چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ جن کفار کی شرارتوں کی وجہ سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تھی، صرف آٹھ سال بعد وہی کفار صحن حرم میں مجرموں کی صف میں کھڑے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جانتے ہو آج میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہو؟" سب کانپ اٹھے لیکن زبان سے یہ کہا "آپ ﷺ کریم ہیں، کریم باپ کے بیٹے ہیں، ہم آپ ﷺ سے کرم کی اُمید رکھتے ہیں"۔ جواباً نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تثریب علیکم الیوم فاذھبوا انتم الطلقاء

"جاؤ! آج تم پر کوئی جرم نہیں، تم سب کے سب آزاد ہو"۔

☆...... ہندہ کو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا، آگے بڑھ کر عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! کیا معافی میرے لیے بھی ہے"؟ فرمایا "ہاں تیرے لیے بھی ہے"۔ یہ حسنِ سلوک دیکھ کر کفار دامن اسلام میں داخل ہو کر شرف صحابیت پا گئے۔

واہ! دولتِ اسلام بھی کیا چیز ہے کہ زمانہ کفر کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور صحابیت کا شرف بھی کیا شرف ہے کہ اب قیامت تک ان خوش نصیبوں کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ ہندہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بن گئیں اور ابوسفیان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن گئے۔ اب ان پر زمانہ کفر کی باتوں کو حوالہ بنا کر کوئی زبان طعن دراز کرے تو وہ بالاتفاق جہنم کا ایندھن بنے گا۔ خاص طور پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر بڑے جہاد کیے اور شام میں لڑی جانے والی معرکۃ الآراء لڑائی جنگ یرموک میں ان کی ایک آنکھ تیر لگ جانے کی وجہ سے اسلام پر نثار ہوگئی۔

☆......فتح مکہ کے موقع پر اہل مکہ کو عام معافی دینے پر غیر مسلم مورخین نے بڑی حیرت کا اظہار کیا ہے اور طاقت اور غلبہ پالینے کے بعد معافی عطا کردینے کو ایک نبی ﷺ کا وصف قرار دیا ہے۔ چنانچہ سٹینلے لین پول اپنی کتاب Prophet & Islam میں لکھتا ہے

"Prophet's Grandest victiory over his enemies was also his greatest victory over himself, he hand an amonesty to the whole population of Makkah".

نبی (ﷺ) کی عظیم الشان فتح اپنے دشمنوں پر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ پر بھی بہترین فتح

تھی۔ آپ ﷺ نے مکۃ المکرمہ کی ساری آبادی کو معافی عطا کردی۔

☆...... یہاں ایک وضاحت بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کو حوالہ بناتے ہوئے دین بیزار آزاد خیال لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ نے کفار کو معافی عنایت فرمادی تھی لہٰذا ہمیں بھی گستاخانِ رسول کو معاف کردینا چاہیے۔ یہ دلیل بالکل بودی اور غلط ہے۔ ایک عام آدمی بھی جانتا ہے کہ جس کو تکلیف پہنچے اس کو ہی حق حاصل ہے کہ معاف کرے یا بدلہ لے لیکن کسی دوسرے کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں۔ یونہی نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں اپنے دشمنوں کو معاف فرمایا لیکن اب کسی کے پاس اختیار نہیں کہ دشمنانِ رسول کو معاف کردے۔

گستاخِ رسول کی سزا...... سرتن سے جدا: غور فرمائیے! فتح مکہ کے موقع پر عفوِ عام سے ایک بدبخت کو مستثنیٰ رکھا گیا اور وہ ابنِ خطل نامی گستاخِ رسول تھا، جو غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا، اسے صحن حرم میں باب کعبہ اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیا گیا۔ ابن خطل کو دی جانے والی سزا نے قیامت تک کے مسلمانوں پر یہ واضح کردیا کہ گستاخِ رسول کی سزا صرف موت ہے۔

؎ بتلا دو گستاخِ نبی کو غیرتِ مسلم زندہ ہے
آقا ﷺ پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

21 رمضان المبارک/ یومِ شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

دامادِ رسول ﷺ، زوجِ بتول، ابوالحسنین حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے بچوں میں سب سے پہلے قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔ آپ وہ ہیں کہ حدیث پاک کے مطابق آپ کا ذکر بھی عبادت ہے، آپ کی زیارت بھی عبادت ہے۔ (ابن عساکر)

☆......آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "تیرا محب میرا محب ہے اور میرا محب اللہ کا محب ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے اور مجھ سے بغض رکھنے والا اللہ تعالیٰ سے بغض کے مترادف ہے"۔

○......ایک مرتبہ فرمایا: لحمۂ لحمی، جسمۂ جسمی

یعنی ''علی کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا جسم میرا جسم ہے''۔ (ابن عساکر)

اسی حدیث پاک کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گیلانی گولڑی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ے مہر علی ہے حبّ نبی حبّ نبی ہے مہر علی

لحمك لحمي، جسمك جسمي کوئی فرق نہیں مابین پیا

یاد رہے جسم کا اور گوشت کا ایک ہونا حقیقتاً نہیں بلکہ محاورتاً ہے۔ عربی زبان میں کمال اتحاد و اتفاق کے لیے یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ خود حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی نے تصفیہ مابین سنی و شیعہ میں یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔

علمی عظمت: آپ رضی اللہ عنہ کی علمی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ باب مدینۃ العلم ہیں۔ آپ فرماتے تھے ''مجھ سے آسمانوں کے راستے پوچھ لو کیونکہ زمین کے راستوں کے ذریعے میں اسے جانتا ہوں''۔ سلونی قبل ان تفقدونی آپ رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میری وفات سے پہلے پہلے مجھ سے سوال کر لو۔ علم قضا میں آپ کی مہارت مسلمہ تھی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ سے مشاورت کیا کرتے تھے۔ آپ دنیاوی دولت کی بجائے علم دین کی دولت پر فخر کیا کرتے تھے۔ آپ کے درج ذیل اشعار بہت مشہور ہیں۔

رضينا قسمة الجبار فينا ....لنا علم وللجهال مال

فان المال يغنى عن قريب............وان العلم باقٍ لايزال

یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے لیے علم اور جاہلوں کے لیے مال ہے۔ مال عنقریب فنا ہو جائے گا اور بے شک علم باقی رہے گا اس کو زوال نہیں۔

ذوقِ عبادت: عبادت کا بہت ذوق و شوق تھا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ سورۃ فتح کی آیت مبارکہ رکعاً سجداً میں اشارہ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی عبادت کی جانب ہے۔ نماز اتنے خشوع و خضوع

کے ساتھ ادا فرماتے کہ ایک مرتبہ جنگ میں ران میں تیر پیوست ہوگیا، جسے نکالتے ہوئے سخت تکلیف ہوتی تھی۔ اسی حالت میں جب آپ نے نماز ادا فرمائی اور حاضرین نے دوران نماز تیر کھینچ لیا تو آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔

شجاعت: شجاعت تو آپ کا نمایاں وصف ہے۔ بڑے بڑے سورما آپ کا نام سن کر کانپتے تھے۔ غزوات میں آپ کی بہادری کے جوہر خوب عیاں ہوئے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر آپ کا عمرو بن عبدود جو ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا، سے مقابلہ ہوا وہ بڑی ڈینگیں مار رہا تھا، جواباً آپ نے فرمایا جو شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

؎ تو علی سے لڑ سکے تیری عقل کا پھیر ہے
تو کفر کی لومڑی اور وہ خدا کا شیر ہے

غزوۂ خیبر میں آپ کا مرحب سے قلعہ ناعم کی فتح کے لیے مقابلہ ہوا۔ دوران مقابلہ اس نے آپ کی ڈھال توڑ دی تو آپ نے قلعہ ناعم کا دروازہ اکھاڑ کر اسے ڈھال بنالیا۔ ممکن ہے قارئین کو تعجب ہو لیکن مشہور مورخ امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں یہاں تک لکھا ہے کہ جنگ کے بعد آٹھ افراد نے اسے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنا چاہا تو اسے پلٹ بھی نہ سکے۔

☆......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔

؎ شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پر توِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

۱۷ رمضان المبارک کو آپ حسب عادت نماز فجر کے لیے جاتے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنے کے لیے الصلوٰۃ الصلوٰۃ بلند آواز سے فرماتے ہوئے جارہے تھے کہ بدبخت خارجی ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کے ساتھ حملہ کیا۔ آپ زخمی ہوگئے لیکن نماز فجر ادا کرنے کے لیے نائب مقرر بھی

مقرر فرمایا۔ ۲۱ رمضان المبارک کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور نجف اشرف میں تدفین ہوئی۔

27 رمضان المبارک/ جشنِ نزول قرآن

۲۷ ویں شب رمضان المبارک کے بارے میں جمہور کا قول ہے کہ "یہی شب قدر ہے" اور شب قدر میں ہی قرآن پاک کا نزول کیا گیا تھا۔ اس مناسبت سے پوری دنیا میں اس شب جشن نزول قرآن منا کر رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ اس نے ہمیں اپنے کلام کو پڑھنے اور سننے کا شرف بخشا اور یہ دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس لاثانی و لازوال کلام پر ہمیں عمل کرنے کا شرف عطا فرمائے، آمین۔

؎ یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

27 رمضان المبارک/ جشنِ آزادیٔ پاکستان

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والا ہمارا وطن عزیز پاکستان بھی ۲۷ ویں شب رمضان المبارک کو دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا، جبکہ دن جمعۃ الوداع تھا۔ یہ قدرت کی طرف سے اشارہ تھا کہ نزولِ قرآن کی شب عطا ہونے والے ملک میں قرآن پاک کی تعلیمات کا نفاذ ہو، لیکن افسوس اس اشارۂ غیبی کو اربابِ اقتدار نے نہ سمجھا تو ملک دولخت ہو گیا۔ باقی ماندہ پاکستان کی بقا کا راز اس میں مضمر ہے کہ اس میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ ہو۔ احباب سے گذارش ہے کہ ۲۷ ویں شب رمضان المبارک کو نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی دعا بھی کریں اور اس ملک میں شریعت وسنت کی بالادستی جو ہمارے بزرگوں کا خواب تھا، اسے پورا کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لیں۔

؎ تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جائیں

خوبانی

کوکب شاہ عالم

خوبانی کو عربی میں مشمش، فارسی اور سندھی میں زرد آلو، انگریزی میں اپریکوٹ کہتے ہیں، سرد پہاڑی علاقوں میں پیدا ہونے والا ذائقہ اور غذائیت سے بھرپور پھل ہے۔ ابتدائی کاشت کہاں ہوئی، اس بارے میں متضاد آراء ہیں۔ پاکستان میں کوہستانی علاقوں میں یہ کثرت سے کاشت ہوتی ہے۔ ہنزہ کی خوبانی ذائقہ اور معیار میں بہترین ہے۔ خوبانی کی پیداوار میں پاکستان کا دنیا میں چھٹا نمبر ہے۔

طبی ماہرین کے مطابق تازہ اور خشک دونوں طرح کی ''خوبانی'' صحت کے لیے مفید ہے۔ قدرت کی بنائی ہوئی ہر چیز میں افادیت ہے لیکن جب اس میں مصنوعی اجزا شامل کر لیے جائیں تو افادیت متاثر ہو جاتی ہے۔ خوبانی کا استعمال آنکھوں، آنتوں، بخار اور سرطان جیسے امراض میں اکسیر ہے۔ خوبانی میں حیاتین الف، ج سمیت پوٹاشیم، فولاد اور بیٹا کیروٹین بکثرت پائے جاتے ہیں۔ خوبانی کے اندر موجود بادام بھی بہت شوق سے کھایا جاتا ہے۔ سخت پرت کے اندر میٹھا بادام اور پرت سے باہر رس بھری خوبانی سے گرمی کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

دنیا بھر میں خوبانی کی بیس سے زائد اقسام ہیں۔ پاکستان میں دو قسمیں ملتی ہیں۔ ایک کا رنگ ہلکا پیلا اور دوسری کا رنگ زرد ہے۔

خوبانی کو تین طریقوں سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ خشک کر کے، تازہ خوبانی کو ہلکے شکر کے قوام میں محفوظ کر کے اور خشک خوبانی کو پیس کر آٹے کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا ہے اور اس کی روٹی بنائی جاتی ہے۔

تازہ خوبانی میں قدرتی شکر، وٹامن اے، سی، ای، پوٹاشیم، کیلشیم اور فاسفورس موجود ہوتے ہیں۔ خوبانی کی گرمی میں موجود بادام میں پروٹین اور چکنائی ہوتی ہے۔ خشک خوبانی میں بھی پروٹین، فرکٹوز، معدنی نمکیات، چونا، فاسفورس، فولاد کے ساتھ کچھ مقدار میں وٹامن بی کمپلیکس بھی ہوتا ہے۔ خشک خوبانی کی کئی طبی فوائد کی حامل ہے اور استعمال سے عام امراض سے محفوظ رہنے میں مدد ملتی ہے۔ ۱۰۰ گرام خشک خوبانی میں اڑتالیس کیلوریز ہوتی ہیں۔

☆......نظام ہضم کو بہتر بناتا ہے۔ یاد رکھئے کہ ہاضمہ متاثر ہو جائے تو جسم کا مدافعتی نظام کمزور ہو جاتا ہے اور بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں۔

☆......خوبانی سے توانائی و تازگی محسوس ہوتی ہے۔

☆......سینہ کی جلن اور قبض دور کرتا ہے۔

☆......سینہ کی جلن اور قبض دور کرتا ہے۔

☆......خشک خوبانی میں موجود اجزا سے عمر میں اضافہ کے ساتھ نگاہ کی کمزوری کا تدارک ہوتا ہے۔

☆......خشک خوبانی موتیے کے خطرات میں کمی میں مددگار ہے۔

☆......خشک خوبانی میں فائبر کی کثیر مقدار پائی جاتی ہے جو جسم میں نقصان دہ کولیسٹرول کی سطح کو کم کرتی ہے اور دل کے امراض کے خطرات میں کمی واقع ہوتی ہے۔ خشک خوبانی مفید کولیسٹرول کی سطح میں اضافہ کرتی ہے۔

☆......خشک خوبانی آئرن کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ خون کی کمی کے خلاف مزاحمت میں مفید ہے۔ عام طور پر خواتین کی خون کی کمی کا شکار رہتی ہیں۔ معالج ایسی غذائیں استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جن میں آئرن کی بھاری مقدار ہو۔ خشک خوبانی کے استعمال سے ہیموگلوبین کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆......خشک خوبانی میں اینٹی آکسیڈنٹس کینسر جیسے موذی مرض کے خطرات کو کم کرتے ہیں۔

☆......خوبانی کو جلد کے مسائل مثلاً سن برن، خارش اور ایگزیما وغیرہ سے آرام کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کیل مہاسے اور جلد کے دیگر مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔

قارئین! اچھی صحت، خوش حال زندگی کی علامت ہے۔ خوش حال زندگی کا مطلب مرغن اور تلی ہوئی غذائیں کھانا نہیں ہے، بلکہ ایسی غذائیں ہیں جن میں پھل اور سبزیوں کا استعمال زیادہ ہو اور مرچیں کم سے کم استعمال ہوں۔ ہر موسم کے مخصوص پھل اور سبزیاں ہیں۔ قدرت نے موسم کی مناسبت سے ان میں تاثیر رکھی ہے۔ موسم کے لحاظ سے پھلوں کا استعمال کیا جائے تو صحت متوازن رہتی ہے اور قوت مدافعت بڑھتی ہے۔

انتساب

وارثِ نسبتِ صدیقیہ، عالمی مُبلغ اِسلام حضرت علامہ

خواجہ پیر محمد نورُالعارفین صدیقی صاحب مدظلہ العالی

چیئرمین: نور ٹی وی

سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف

پیکر شفقت و محبت، عالی قدر

حضرت قبلہ ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ صاحب

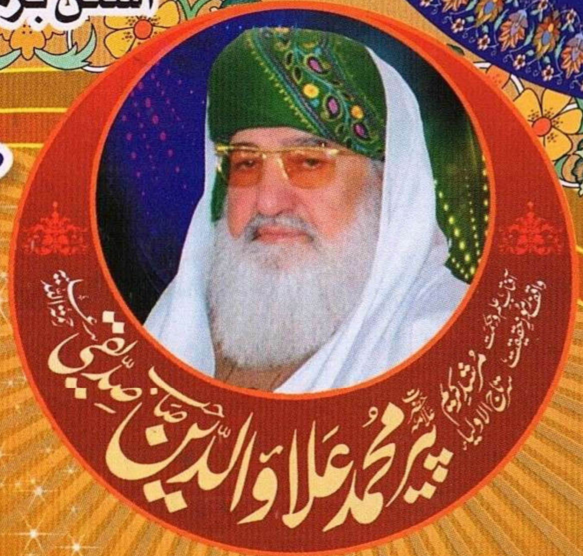
ریجنل ڈائریکٹر دار ارقم سکولز

محتاجِ نظر: محمد عدیل یوسف صدیقی

کا یورپ کی تاریخ کا سب سے بڑا تاریخی فقید المثال

میلاد النبی ﷺ جلسہ جلوس

آسٹن برمنگھم میں انعقاد کرنے پر



مرشد کریم کے جانشین



وارثِ نسبتِ صدیقیہ عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ

خواجہ پیر محمد نور العارفین صاحب مدظلہ العالی صدیقی

سجادہ نشین دربارِ عالیہ نیریاں شریف

چیئرمین نور ٹی وی

کو دل کی گہرائیوں سے

مبارکباد

پیش کرتے ہیں



علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

مدیر اعلیٰ	پرنسپل	خلیفہ مجاز
ماہنامہ محی الدین فیصل آباد	صدیقیہ قرآن اکیڈمی	دربارِ عالیہ نیریاں شریف